علم سے کردار تک کا سفر

Nature Of Conscious Parenting، Counseling Sessions, Character Development & Self-Improvement Courses

کورسز، ورکشاپس اور سیشنز کی ذاتی اصلاح وتعمیر کردار کے،تربیت اولاد، کونسلنگ سیشنز نوعیت اور مشکلات

اس سفر کو سمجھنے کی ایک ضروری وضاحت

داخلہ لینے سے پہلے یہ تحریر ضرور پڑھیں

طریقۂ کار اور اس میں پیش آنے والی مشکلات کو سمجھنے کی اس سفر کی نوعیت، ان ،یہ ڈاکیومینٹ course outlines کی دستاویز ہے۔

یہ تحریر کیوں ضروری ہے؟

میں یہ تحریر اس لیے لکھ رہی ہوں کہ ان courses اور workshops کی نوعیت کو شروع ہی میں واضح کیا جا سکے۔ خاص طور پر اس لیے کہ یہاں جو learning process اختیار کیا جاتا ہے، وہ عام classes سے کچھ مختلف ہے۔

اکثر ایک facilitator کے لیے سب سے مشکل بات یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسی چیز کا کام کیسے سمجھائے جو بظاہر بہت سادہ نظر آتی ہے، مگر اندر سے بہت reflective، technical اور گہری ہوتی ہے۔ میں کوئی ایسا ماحول نہیں بنانا چاہتی جہاں participant صرف یہ محسوس کرے کہ اسے بہت سا نیا content مل رہا ہے۔ میری دلچسپی اس بات میں زیادہ ہے کہ جو کچھ وہ پہلے سے جانتا ہے، وہ اسے واقعی دیکھنا، سمجھنا، پرکھنا اور اپنی زندگی میں برتنا شروع کرے۔

اسی لیے یہ تحریر کسی course کی تشہیر نہیں، بلکہ اس سفر کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ داخلہ لینے سے پہلے، اور پھر course کے مختلف مراحل میں، اسے دوبارہ پڑھا جا سکتا ہے تاکہ بعض ایسی مشکلات اور الجھنیں سمجھ میں آ سکیں جو اس process کا فطری حصہ ہیں۔

یہ courses اصل میں کس چیز کے بارے میں ہیں؟

Conscious Parenting، Character Development، Self-Improvement، اخلاق و کردار کی تعمیر اور اس نوعیت کی workshops بنیادی طور پر صرف علم حاصل کرنے کے courses نہیں ہیں۔ یہ علم کو سمجھنے، اپنے اندر اتارنے اور روزمرہ زندگی میں برتنے کے سفر ہیں۔

ایک انسان باہر کی دنیا میں بہت اچھا professional attitude رکھ سکتا ہے۔ وہ office میں معتبر، نرم مزاج اور مہذب officer بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن گھر میں اس کے والدین، بچے، شریکِ حیات اور گھر کے کام کرنے والے لوگ اس کے دوسرے رویّے بھی جانتے ہیں۔ ہمارے اخلاق کی اصل آزمائش صرف اس جگہ نہیں ہوتی جہاں ہماری reputation بن رہی ہو۔ گھر، قریب کے تعلقات، اختلاف کے لمحات اور وہ جگہیں جہاں ہمیں اپنے فائدے کے بغیر اچھا برتاؤ کرنا ہو، وہاں بھی خصوصی طور پرہمارے کردار کی اچھائی برقرار رہنی چاہیے ۔ اور transparency بھی۔

اسی لیے یہاں سوال یہ نہیں کہ انسان دوسروں کے سامنے کتنا اچھا دکھائی دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ مختلف حالات میں حقیقتاً کیسا انسان بنتا جا رہا ہے، اور کیا اس کی شخصیت کے مختلف حصوں میں اخلاقی یکسانیت پیدا ہو رہی ہے؟

ہم بدل کیوں نہیں پاتے؟ معلومات بہت ہیں، پھر اصل مسئلہ کیا ہے؟

آج کا participant عموماً خالی ذہن لے کر class میں نہیں آتا۔ کتابیں، social media، lectures، videos، podcasts اور online ذرائع اسے ہزاروں concepts، نصیحتوں اور نظریات سے متعارف کرا چکے ہوتے ہیں۔

مگر information کا بڑھ جانا لازماً wisdom، understanding یا character کا بڑھ جانا نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی الٹا یہ ہوتا ہے کہ ذہن اتنی مختلف آرا، نظریات، values اور paradigms سے بھر جاتا ہے کہ **انسان علم اور عمل کے درمیان کشمکش میں پھنس جاتا ہے۔**

کسی بات پر عمل کے لیے صرف یہ جان لینا کافی نہیں کہ وہ بات درست ہے۔ بعض چیزوں کے بارے میں اندر وہ یقین اور فہم پیدا ہونا ضروری ہے جس کے بعد انسان انہیں اپنے فیصلوں، تعلقات اور رویّوں میں دیکھ سکے۔ اگر یہ اندرونی process پیدا نہ ہو تو ہزاروں معلومات انسان کے پاس موجود رہ سکتی ہیں، مگر ان میں سے بہت کم اس کے کردار کا حصہ بنتی ہیں۔

یہ ہمارے زمانے کا ایک بڑا المیہ ہے: انسان بہت کچھ جانتا ہے، مگر جانا ہوا علم اس کے اندر کہاں تک پہنچا ہے،اور اسے لازم عمل کے میدان میں سرخرو کرے گا یہ ایک الگ سوال ہے۔

علم سے عمل تک پہنچنے کے لیے صرف lecture کافی نہیں

انسان جان سکتا ہے کہ غصہ برا ہے، بچوں پر نہیں چلانا چاہیے، دوسروں کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہیے، assumptions غلط ہو سکتی ہیں، empathy ضروری ہے، communication اچھی ہونی چاہیے، انصاف کرنا چاہیے اور جذبات کو manage کرنا چاہیے۔

لیکن ان میں سے کسی بات کو جان لینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ انسان اسے اپنی زندگی میں دیکھنے اور برتنے کے قابل بھی ہو گیا ہے۔

اسی فاصلے پر یہ courses کام کرتے ہیں: Knowing something is not the same as being able to live it.

اس process میں critical thinking، metacognition، appreciative inquiry، reflective conversation، observation، questioning اور انسانی cognition سے متعلق کئی skills کام کرتی

ہیں۔ یہ چیزیں صرف اچھی باتیں بتا دینے سے پیدا نہیں ہوتیں۔ ان کے لیے وقت، گفتگو، مشق اور بار بار اپنے ہی ذہن کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

بہت سادہ مشقوں پر بہت سا وقت لگنا:

کبھی class میں میں ایک بہت سادہ سا سوال کرتی ہوں۔ کبھی کسی participant سے ایک معمولی روزمرہ واقع پر گفتگوہوتی ہے۔ کبھی دو لوگوں کے مختلف نقطۂ نظر سامنے رکھے جاتے ہیں۔ کبھی گروپ ممبرز کو کسی عام درپیش مسئلے پر بار بار مختلف زاویوں سے دوسروں سے بات کرنی ہوتی ہے۔ تاکہ سننے اور سمجھنے کی پریکٹس ذیادہ ہو۔اور ساتھ ہی ساتھ شرکا کےفہم کی اصل مشکلات کو سمجھنا ہوتا ہے۔ اور بھی کئی مقاصد کے تحت یہ مشقیں ہوتیں۔جس کے باعث باہر سے دیکھنے والے کو یہ ایک simple game، عام سوال یا informal conversation لگ سکتی ہے۔ participant خود بھی سوچ سکتا ہے: ہم یہاں اتنی سادہ بات پر اتنا وقت کیوں لگا رہے ہیں؟

لیکن اگر مقصد انسان کو اپنے assumption، perception، interpretation، emotional reaction یا moral judgement کو خود دیکھنے کے قابل بنانا ہو تو مشق سادہ نہیں رہتی۔

یہ metacognition سے متعلق process بن جاتی ہے: انسان اپنی سوچ کو صرف استعمال نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اسے دیکھنے کی کوشش بھی کر رہا ہوتا ہے۔ یہ کام جلدی میں نہیں ہوتا۔ اس کے لیے یکسوئی، گفتگو، سننے اور اپنے جواب کو دوبارہ دیکھنے کی گنجائش چاہیے۔

اصل کام سوال کے مشکل یا آسان ہونے میں نہیں، بلکہ اس میں ہے کہ سوال انسان کو اپنے ذہن کے اندر موجود کسی ایسی چیز تک پہنچا دے جسے وہ پہلے خود نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

تبدیلی ہمیشہ دکھائی نہیں دیتی

اس process کا ایک بہت اہم مگر مشکل پہلو یہ ہے کہ participant جواب دے دیتا ہے، گفتگو کر لیتا ہے اور بسا اوقات اپنی سوچ کے بارے میں کچھ نیا دیکھ بھی لیتا ہے، مگر وہ لازماً اپنی تبدیلی کے پورے process سے واقف نہیں ہورہا ہوتا۔

کبھی وہ کسی نئے سوال کے نتیجے میں اپنے پرانے خیال کو بدل لیتا ہے۔ کبھی اس کی interpretation بدل جاتی ہے۔ کبھی کسی شخص کے بارے میں اس کا فیصلہ نرم ہو جاتا ہے۔ کبھی اسے پہلی مرتبہ یہ نظر آتا ہے کہ جسے وہ حقیقت سمجھ رہا تھا، وہ شاید اس کی اپنی interpretation تھی۔

یہ تبدیلی کبھی بہت آہستہ ہوتی ہے اور کبھی انسان کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ **اسی لیے ممکن ہے کہ کوئی participant اس process سے فائدہ اٹھاتا رہے مگر اسے خود واضح نہ ہو کہ اس کے اندر کیا بدل رہا ہے**۔ اور یہی ایک وجہ ہے کہ بعض لوگ راستے میں course چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ process ان کے لیے مفید ہو رہا ہوتا ہے۔

Process-oriented journey

یہاں نتائج کی فوری ضمانت نہیں

یہ courses process-oriented ہیں۔ یہاں فوری اور نمایاں نتائج کی گارنٹی دینا ممکن نہیں۔

انسان کو عموماً اس کی موجودہ ذہنی سطح سے آگے بڑھایا جاتا ہے، **اور وہ بھی اتنا جتنا اس وقت اس کے لیے سمجھنا اور assimilate کرنا ممکن ہو**۔ شروع ہی میں بہت بڑی بڑی theories اور high-level نالج دے دینا ہمیشہ فائدہ مند نہیں ہوتا۔اگرچہ اس سے participant کو یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ اس نے بہت کچھ سیکھ لیا، مگر عمل کی بنیاد اتنی مضبوط نہیں بنتی۔

اسی لیے progress بسا اوقات بہت سست نظر آتی ہے۔ اس سست رفتاری کا مطلب یہ نہیں کہ class میں کچھ نہیں ہو رہا۔ بعض اوقات اصل کام ذہن کے اندر ہو رہا ہوتا ہے اور اسے باہر سے ناپنا آسان نہیں ہوتا۔

- **ایک اور مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنی پہلی learning اور بعد کی learning کا کوئی باقاعدہ record نہیں رکھتے۔** اس لیے وہ اپنی تبدیلی دیکھ نہیں پاتے، حالانکہ ان کے زاویۂ نگاہ، فیصلوں، سوال کرنے کے انداز اور زندگی کو دیکھنے کی عادات میں خاصا فرق آ چکا ہوتا ہے۔

کورس join کرنے سے پہلے: ایک اہم سوال اپنے آپ سے

بعض لوگ course میں داخلہ لے لیتے ہیں، class میں آ بھی جاتے ہیں، مگر ابھی ان کے اندر اپنی ذات کو بدلنے یا اپنی اصلاح کی شدید خواہش پوری طرح بیدار نہیں ہوئی ہوتی۔ تب، انھیں محسوس ہوتا ہے کہ کچھ بیرونی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے وہ کورس اٹینڈ نہیں کر پا رہے یا مینٹل ایکسرسائززنہیں کر پا رہے۔ جبکہ اصل رکاوٹ کا تعلق کہیں گہرائی میں دماغ کے ڈیٹا میں ہوتا ہے جن کو ہم mental distorions, hidden fears, underlying mental constructions،unexplored paradigms of یا

subconscious mind وغیرہ کے نام دیتے ہیں،جو مسلے کے پیچھے کافرما عناصر ہوتے ہیں اور اکثر اوقات ان تک براہ راست رسائی ممکن نہیں ہوتی ہے۔

ہم میں سے اکثر کے لیے یہ ماننا آسان نہیں کہ ہماری اپنی ذات بھی مسئلے کا حصہ ہو سکتی ہے۔ گھر والوں یا بچوں کی بات دھیان سے نہ سننا، شریکِ حیات کی بات کو اہمیت کے قابل نہ سمجھنا، کسی دوسرے انسان کی عزت کم کرنے کے رائج طریقوں کو معمول یا معمولی سمجھ لینا، موجود حالات میں چھپے امتحان اور اصلاح کے مواقع نہ دیکھنا، سستی کو معمول بنائے رکھنا، یا اپنی ذات کو ظاہری نقصان پہنچنے کے باوجود اپنے رویّے میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہ کرنا—یہ سب بسا اوقات ہمیں اتنے سنگین نہیں لگتے جتنے حقیقتاً ہو سکتے ہیں۔

اس لیے character development کی پہلی مشکل یہ بھی ہے کہ انسان کو اپنی اصلاح کی ضرورت خود محسوس ہو۔ اور وہ اس کے لئے حقیقی معنی میں تیارہو۔

تیاری مین بعض اوقات لوگ یہ بحث و تکرار کرتے ہیں کہ ہم نے کورس مین داخلہ لے تو لیا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ ہم تیار ہیں۔ لیکن اگر آپ اپنے روزمرہ کے کاموں اور فیصلوں پر تھوڑااورغور کریں تو جان پائینگے کہ بسا اوقات ہم وہ کام کر لیتے ہیں جن کے پیچھے مہض مقبولیت ,رائج نارم، ٹرینڈنگ ، وائرل ہونے کی وجہ سے، کبھی رسم و روائج کی وجہ سے، کبھی مہض عادت کے باعث اور کبھی کسی کے پریشر میں ، کسی کے ان کہے زور کی بنا پر اور کبھی صرف اس لیے کہ ہمارا دماغ ، عقل، فطرت یہ کہتی ہے کہ یہ کام درست ہے اور تم کو کرنا چاہیے۔ مگر بد قسمتی سے وہ ہمارے شعور کا لازم ترین یا ضروری ترین ترجیح ابھی نہین بنا ہوتا ۔

تیاریوں کی ان اقسام میں سے موخر الذکر کو پہچاننا میرے لئے سب سے مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ آنے والے لوگوں کو لگتا ہے وہ تیار ہیں مگر اگلے ہی لمحے کورس کے لازم تقاضوں یا س سفر کی شروع ہی کی شرائط کو وہ پورا کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ نہ وہ مطلوبہ محنت کرنے کو تیار ہوتے ہین جن سے ان کی اہم ترجیح ہونے کا پتہ ملے۔ یہ ترجیحات کی پہچان کوئی مبہم بات نہیں ہے بلکہ یہ ترجیحات سکول کالج یونیورسٹی، گھر کے کام، گراسری ، شاپنگ ، کسی شادی بیاہ یا نوکری آفس کی تیاری جیسے کاموں میں انسان خود دیکھ سکتا ہے۔ مثلا بہت سے لوگ صبح فجر کے لئے الارم لگا کر بھی نہیں اٹھ پاتے جب کہ آفس، یونیورسٹی یا پکنک کے لئے مطلوبہ وقت سے پہلے اٹھ جاتے ہیں۔اس لیے مسلہ اتنا سادہ نہیں۔ کہ ہم نے تو ساری تیاری کی ہے اور ہر قربانی دی ہے یہ پوری طرح سچ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں ذاتی تربیت کا سفر زندگی کے کئی موڑ پر شروع ہوتا ہے، رکتا ہے، پھر شروع ہو جاتا ہے۔ ان کورسز میں فسیلیٹیر یا ٹیچر کے لئے یہ اندازہ لگانا کافی ضروری ہوتا ہے کہ لرنر ذہنی تیاری کے کس لیول پر ہے۔ اور یہ assess کرنا

خود ایک نازک کام ہے۔نہ یہ کام evaluative ہونا چاہیے نہ ججمینٹل۔ اور اسی باعث مختلف طلبا کو مختلف مشقیں کرانے ، کام دینے یا کوئی کام نہ دینے، مختلف سطحوں کے کام سونپنے یاصرف سننے، کسیبکو ذیادہ کسی کو کم وقت دینے کا کام کرنا پڑتا ہے۔تاکہ ہر کسی کے لئے آگے بڑھنے، خود کی اصلاح کرنے کا ماحول قائم کیا جا سکے، اور کم سے کم لوگ چھوڑیں۔

لیکن اگرکوئی طالب علم مکمل ذہنی تیاری یا learner's mindset لے کر نہ بیٹھا تو ایک ہی کورس کے اندر مختلف انداز،مختلف رویےبعض اوقات سیکھنے اور بعض اوقات کنفیوژن کا سبب بن سکتے ہیں۔ اسی لئے طلبا کی ذہنی تیاری کو جان کر سفر شروع کرنا اور دوسروں پہ اتنی محنت کرنے کے لئے بعض اوقات ذیادہ شائط رکھی جاتی ہیں(جو کہ اکثر لوگوں کو ناکوار یا اجنبی سی محسوس ہوتیں ہیں۔وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں کہ فسیلیٹیٹر ،ٹیچریا کونسلر، یا تو اچھا نہیں ہے یا بہت سٹرکٹ ہا یا بہت بےمروت ہے یا کچھ اور۔) مگر ہمارے پیش نظر۔ جنھوں نے اس کام کو باقائدہ اپنے لئے چنا ہے۔ کے کئی مقاصد ہوتے ہیں۔جن میں ایک یہ بھی ہے کہ انسانی حیثیت میں ہم جتنا اور جو انسان کی جوخدمت اور زندگی میں جو کانٹریبیوشن کرنا چاہتے ہیں وہ اپنےایمان و اخلاق کومثبت رکھتے ہوئے کرسکیں۔ اس سفر میں کہیں خود ہی منفی ذہنیت کا شکار نہ ہوجائیں۔ اسلیے پہلے ہی کچھ اقدام و تیاریاں، تعاون مجھےادارے سے بھی مطلوب ہیں اور شرکا سے بھی۔

اسی لیے course شروع ہونے سے پہلے registration، forms، journaling، attendance کے مراحل اور دوسری ابتدائی commitments کبھی کبھی ضروری بن جاتی ہیں۔ مقصد صرف انتظامی پابندی نہیں بلکہ یہ دیکھنا بھی ہے کہ participant اس سفر کو اپنی ترجیحات میں کہاں رکھتا ہے۔

کبھی یہ ہدایات لوگوں کو بوجھ محسوس ہوتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات بوجھ کا احساس خود یہ بتاتا ہے کہ ابھی اس عمل کی ترجیح اندر سے اتنی مضبوط نہیں ہوئی۔

فیس بھی بعض لوگوں کے لیے اسی seriousness کو واضح کرنے کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے۔ لوگ degrees اور formal education کے لیے بھاری فیس دے کر بھی کم ازکم attendance، assignments یا grades کی حد تک commitment دکھاتے ہیں۔ character development میں بھی انسان کو اپنی ترجیح واضح طور پر قائم کرنا پڑتی ہے۔ اور کچھ نہ ہو تو کم ازکم ان پِری ریکوزیٹس کے ذریعے لوگوں کو کچھ نہ کچھ خودآگاہی ضرور نصیب ہوتی ہے۔

شروع کے مہینوں میں سب سے بڑی مشکل: سادہ کام کی قدر محسوس نہ ہونا

شروع میں اکثر participant کو یہ سمجھ نہیں آتا کہ معمولی بات سوچنے، کسی feeling کو درست الفاظ میں لکھنے، کسی گفتگو کو دوبارہ دیکھنے یا journal میں چند سطریں لکھنے سے اخلاق پر کیا اثر پڑے گا۔

اسے لگتا ہے کہ کوئی بڑا کام دیا جائے تو شاید وہ meaningful learning ہو۔ لیکن یہاں کبھی ایک بہت معمولی واقعہ اس لیے اہم بن جاتا ہے کہ وہ انسان کے اندر موجود ایک assumption، دفاعی انداز(defense mechanisms)، judgement یا emotional pattern تک پہنچنے کا راستہ بن رہا ہوتا ہے۔

اسی طرح کچھ exercises بظاہر games جیسی ہوتی ہیں تاکہ گفتگو، listening، honesty اور self-observation پیدا ہو سکے۔ زیادہ معلومات رکھنے والا participant کبھی کبھی ان مشقوں کو کم اہم سمجھ لیتا ہے، کیونکہ وہ پہلے ہی بہت کچھ پڑھ چکا ہوتا ہے۔

لیکن یہ exercises معلومات کا مقابلہ نہیں کر رہیں۔ یہ انسان کو اس معلومات کے ساتھ کچھ کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں۔

کچھ مہینوں یا ایک دو سال بعد: مسئلہ بدل جاتا ہے

کچھ عرصہ سنجیدگی سے course کرنے کے بعد ایک عجیب مرحلہ بھی آ سکتا ہے۔ انسان کے سوچنے اور فیصلے کرنے کے انداز میں تبدیلی آنا شروع ہو جاتی ہے، مگر اس کے اردگرد کے لوگ ابھی اسی پرانے انداز میں رہ رہے ہوتے ہیں۔

اس وقت بعض participants کو پہلی مرتبہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ لوگ سنتے ہی نہیں۔

حالانکہ سننے میں تبدیلی ان کے اپنے اندر آ چکی ہوتی ہے۔ وہ اب بات کاٹنے کے بجائے سمجھنا چاہتے ہیں، پہلے سوال کر کے مدعا واضح کرنا چاہتے ہیں، اپنی interpretation اور دوسرے انسان کی اصل بات میں فرق کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب سامنے والا نہ سنے، سنے مگر سمجھے نہیں، یا سوال کرنے کی عادت کا مذاق اڑائے تو نئی learning اچانک بہت مشکل محسوس ہونے لگتی ہے۔

کبھی اسے یہ بھی سننا پڑتا ہے: تم نے کیا خاک character development کی ہے؟ تم تو پہلے سے زیادہ مشکل ہو گئے ہو، تمہیں تو سادہ بات بھی سمجھ نہیں آتی۔

یہاں participant کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سننے میں تبدیلی آ جانا اور ہر حالت میں بہترین طریقے سے سننے اور جواب دینے کے قابل ہو جانا ایک ہی چیز نہیں۔ ایک skill کی بیداری کے بعد اسے مختلف حالات میں استعمال کرنے کے لیے مزید اخلاقی ضبط، صبر اور practice درکار ہوتی ہے۔

نئی بصیرت کبھی کبھی زندگی کو پہلے سے مشکل کیوں بنا دیتی ہے؟

نئے mental lenses کے آنے سے بعض فیصلوں میں نرمی اور non-judgmental approach پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک اہم تبدیلی ہے، مگر شروع میں اس کے ساتھ نئی الجھنیں بھی آ سکتی ہیں۔

بچے کبھی اس نرمی کو کمزوری سمجھ سکتے ہیں۔ گھر کے کچھ سادہ معاملات میں boundaries اور flexibility کے درمیان توازن مشکل ہو سکتا ہے۔ participant ہر situation کو نئے زاویے سے دیکھنا چاہتا ہے، مگر پرانے طریقوں سے فوری فیصلہ کرنا بھی آسان نہیں رہتا۔

اس طرح کچھ عرصے کے لیے زندگی بظاہر مشکل ہو سکتی ہے۔ پرانے جواب اب اتنے قابلِ قبول نہیں رہتے، جبکہ نئے جواب ابھی پوری طرح mature نہیں ہوئے ہوتے۔

اسی جگہ patience اور process پر trust کی ضرورت پڑتی ہے۔ Trust the process کہنا آسان ہے؛ اپنی حقیقی زندگی کی پیچیدگیوں، تعلقات اور مسلسل امتحانوں کے اندر اس پر قائم رہنا آسان نہیں۔

اس موڑ پر اہم ترین یہ ہوتا ہے کہ لوگ کبھی اپنی لرننگ نہ چھوڑیں۔اس قسم کا ماحول رکھنے والے کورسز ، ٹیچرز کے ساتھ جڑیں رہیں۔اس اپروچ کو رکھنے والے رائٹرزاور آتھرز کی کتابیں پڑھیں یا ایسےاستادوں اور مینٹارز کی ورکشاپس کو غنیمت جان کر ہر ممکن کوشش سے محنت جاری رکھیں۔

گھر کےلوگ یا قریبی رشتہ دار ہماری گروتھ یا تبدیلی کردار کو سب سے آخر میں کیوں دیکھ پاتے ہیں؟

پہلی سب سے بدیہی وجہ تو یہ ہے کہ اکثر انسان کے قریب ترین لوگ ہی اس کی تبدیلی کے سب سے آخر میں گواہ بنتے ہیں۔ ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ وہ اسے اس کی پرانی شخصیت اور اندازکو ساتھ سب سے زیادہ دیکھ چکے ہوتے ہیں، اور یہ بھی کہ تبدیلی صرف اس وقت نہیں ہوتی جب انسان کوئی نئی بات بولتا ہے۔ تبدیلی اس وقت پختہ ہوتی ہے جب نئی بات مشکل، تھکن، اختلاف، غصے اور روزمرہ pressure کے اندر بھی کردار کا حصہ بننے لگے۔

اسی دوران participant کو گھر اور معاشرے سے negative feedback مل سکتا ہے۔ وہ دل برداشتہ ہو سکتا ہے کہ اگر میں بہتر نہیں ہو رہا تو فائدہ کیا ہے؟

لیکن character development میں ایک بہت اہم مرحلہ یہ بھی ہے کہ انسان feedback کو صرف اپنی توہین یا دوسرے کی غلطی سمجھنے کے بجائے یہ دیکھے کہ اس میں میرے لیے کیا سیکھنے کا موقع موجود ہے۔

دوسری مگر اہم ترین بات یہ ہے کہ بیہورز، بیرونی رویے، باہر کی یعنی ظاہری شخصیت ایک الگ چیز ہے جبکہ اور کردار یعنی اندرونی محرکات اور سوچ سمجھ بلکل مختلف پہلو۔ پرسینلیٹی ڈیویلپمینٹ اور سوسائٹی میں رائج مینرازم تو فوری دکھائے جا سکتے ہیں مگر اندرونی سوچ تبدیلی تو کسی کو نہیں دکھائی جا سکتی سوائے العلیم ہستی کے اور وہ تو بہت حلیم ہستی ہے، اللہ کو انسانوں کو زبردستی یا ظاہری طور پر بدلنے کئ کوئی جلدی نہیں اسی لیے وہ انسانوں کی مہلت اورعمر ختم ہونے تک بردباری سے انسانوں کے اخلاص کی روش اپنانے کا انتظار کرتا ہے۔مگر بدقسمتی سے یہ صبرمعاشرہ، انسان اور والدین اپنے اندرنہیں پیدا کرتے۔ اسی لیے لوگوں کی تنقیداکثر ذیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ فوری نتائج دیکھنا چاہتے ہیں۔ جبکہ بعض اوقات تبدیلی کا سفر شروع ہو چکا ہوتا ہے لیکن لوگوں کو اخلاق نظر آتے آتے سالوں لگ جاتے ہیں۔ اس کو ایک مثال سے ایسے بیان کروں گی کہ مثلا سامنے والے سے مرعوب ہو کر یا اس کے خوف یا عہدے کے باعث اس سے آہستہ آواز میں بات کرنے اور کسی پر ترس کھا کر آہستہ بات کرنے اور اپنے آپ کو اچھا انسان بنانے کی خاطر اور اللہ کو اپنا عمل پیش کرنے کی فکر کے باعث آہستہ آوازمیں اوراچھے اندازمیں بولنے میں فرق ہے۔ ان تمام فرق کو مکمل طور پر یا انسان خود بہت ریاضت کے بعد سمجھ سکتا ہے یا خدا۔ جب یہ فرق لوگوں کے لئے واضح نہیں ہوتے تو وہ بعض اوقات سطحی تبدیلوں کو بہت اہمیت دیتےہیں۔اور بعض اوقات بالکل خالی عمل کو قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ جبکہ ایک سچا، مخلص انسان اپنی ساری کوششیں،اپنے اندر حقیقی تبدیلی لانے میں صرف کر رہا ہوتا ہے، وہ اپنی محنت ،اپنی نیات و محرکات کو ٹھیک کرنے میں صَرف کرتا ہے جس باعث اکثر اس سے غلطیاں ہی ہورہی ہوتیں ہیں جنکو لوگ فورا تنقید کا ہدف بنا لیتے ہیں۔ اور انسان کے حوصلے پست ہونے لگتے ہیں۔ مگر یہ مھض تلبیس ابلیس ہے۔ شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے ایک ہتھکنڈا۔ ایمان والوں اور عباد الرحمن کو ان مشکلات و مساعی سے بالکل گھبرانا نہیں چاہیے۔

ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جھک کرسلام کرنا پسند آئے لیکن اگر ذہن کے اندر طوفان چل رہے ہوں، سامنے والے کے لئے گستاخانہ جملے آرہے ہوں، تو اس کا مثبت روی اور کردارسے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بدنی

اظہارات بدن کے ساتھ دفن ہوجائنگے اور ذہنی تفکرات، نفس کے پہلو اور نیات انسان کی روح یا اصل نفس کے ساتھ خدا کے حضور پیش ہوں گے۔

یہاں پھر وہی بنیادی مشق واپس آتی ہے: سننا۔

سننے کی تبدیلی: ایک بنیادی مگر کم اہم سمجھی جانے والی skill

ان courses میں بہترین اور موثر listening ایک بنیادی skill ہے، کیونکہ اس کے بعد فہم اور development کے بہت سے دروازے کھلتے ہیں۔

لیکن جب انسان سننا شروع کرتا ہے تو ابتدائی طور پر اسے یہ بھی محسوس ہو سکتا ہے کہ باقی سب لوگ غلط ہیں، سب بات کاٹ رہے ہیں، سب دفاعی انداز میں سن رہے ہیں۔

یہاں ایک اور خطرہ پیدا ہوتا ہے: انسان نےاپنی تربیت کے لئے سیکھنا شروع کیا مگر اس کے اندر سننے کے غلط رویوں سے آگاہی کے متعلق اس کو اب دوسروں کے listening style کی غلطیوں کا ادراک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عموما ہماری تربیت ایسی نہیں ہوئی کہ ہم ہمیشہ اپنی اصلاح کو اہم ترین سمجھیں۔ خوف اور تعریف کی فضا میں ساری تربیت بیرونی پریشرز کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی باعث ہماری کنڈشنگ بھی ایسی ہوئی ہوتی ہے کہ ہم بھی دوسروں پہ فوکس کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اسی باعث اپنے اندر سننے کے بہتر مشقیں کرنے اور تھوڑی سے پریکٹس کرنے کے بعد ہی ہم دوسروں کی غلطیوں کی نشاندہی سے فرسٹریٹ ہونے لگتے ہیں۔

اسی لیے ایک skill کے پیدا ہونے کے بعد اگلا مرحلہ اس skill کو بھی اپنے اخلاقی تزکیے کا حصہ بنانا ہے۔ سننا صرف دوسروں سے یہ توقع رکھنا نہیں کہ وہ ہمیں سمجھیں؛ سننا یہ بھی ہے کہ ہم اپنے impatience، irritation اور superiority کے احساس کو دیکھ سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ character development ہمیشہ سیدھی لکیر نہیں ہوتی

اس سفر میں کبھی participant بہت motivated ہوتا ہے، کبھی frustrated، کبھی confused اور کبھی یہ سوچتا ہے کہ شاید سب کچھ غلط ہو رہا ہے۔

یہ اتار چڑھاؤ اس لیے بھی آتا ہے کہ جب انسان اپنے پرانے mental patterns کو دیکھنا شروع کرتا ہے تو کچھ عرصے کے لیے وہ patterns پہلے سے زیادہ نمایاں محسوس ہونے لگتے ہیں۔

پہلے وہ انہیں معمول سمجھتا تھا۔ اب وہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ دیکھنا خود تکلیف دہ ہو سکتا ہے۔

اسی لیے کبھی کبھی انسان کو لگتا ہے کہ course نے مسائل کم کرنے کے بجائے مسائل بڑھا دیے۔ دراصل بعض اوقات مسئلہ نیا نہیں ہوتا؛ awareness نئی ہوتی ہے۔ اور awareness کے بعد ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے اور بعض اوقات کرب بھی۔

Theory اور Practice: دونوں کیوں ضروری ہیں؟

اس سفر کے دو بنیادی پہلو ہیں: concepts اور theory، اور practice۔

Theory، books، research اور conceptual frameworks participant کو یہ سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ وہ جو کچھ اپنے اندر اور اپنے تعلقات میں دیکھ رہا ہے، اسے وسیع علمی تناظر میں کیسے سمجھا جائے۔

لیکن صرف theory کافی نہیں۔ انسان definitions یاد کر سکتا ہے، بڑے نام جان سکتا ہے، books discuss کر سکتا ہے اور کسی concept کی بہترین explanation دے سکتا ہے، مگر پھر بھی اسے اپنے perception، فیصلوں اور تعلقات پر apply نہ کر پا رہا ہو۔

اسی لیے practice میں انسان سوچتا ہے، سوال کرتا ہے، سنتا ہے، دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، اپنے assumptions دیکھتا ہے، اپنے reaction کو observe کرتا ہے، interpretation کو reality سے الگ کرتا ہے اور اپنے فیصلوں کو دوبارہ پرکھتا ہے۔

Theory ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ Practice ہمیں یہ دیکھنے میں مدد دیتی ہے کہ وہ ہمارے اندر اور ہماری زندگی میں کہاں موجود ہے۔

Conscious Parenting اسی بڑے سفر کا ایک حصہ ہے

Conscious Parenting کو صرف parenting techniques کا مجموعہ سمجھنا اس کی وسعت کو کم کر دیتا ہے۔

اصل میں یہ انسان کی اپنی اصل شخصیت سے ملاقات کا سفر بھی ہے۔ انسان آہستہ آہستہ یہ کھوجنا شروع کرتا ہے کہ اللہ نے اسے کن ذہانتوں، صلاحیتوں، رجحانات اور امکانات کے ساتھ پیدا کیا ہے؛ وہ کیسے سوچتا ہے، کیسے سیکھتا ہے، کہاں مضبوط ہے، کہاں مشکل میں پڑتا ہے اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق کن جگہوں پر نکھار پیدا کر سکتا ہے۔

جب اس سفر کے ساتھ گفتگو، سننے، سمجھنے، سوچنے اور reflection کی مسلسل مشق شامل ہوتی ہے تو انسان اپنے اخلاقی اور ایمانی مسائل کی جڑ کو بھی آہستہ آہستہ پکڑنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔

اس لیے parenting پر کام کرتے ہوئے کبھی مسئلہ، بچے کا رویہ نظر آتا ہے، مگر اصل learning parent کے control، expectations، perception، خوف، judgement یا communication میں پیدا ہوتی ہے۔

یہ کوئی ایک مقررہ syllabus نہیں

ان courses کے مختلف levels ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے لیے ایک جامد اور ہمیشہ کے لیے طے شدہ syllabus ضروری نہیں۔

میرا یہ ماننا ہے کہ تعلیم اور تربیت اس وقت زیادہ اثر رکھتی ہے جب وہ انسان کی کسی حقیقی ضرورت سے جڑی ہو۔ وہ شدید ضرورت ہو سکتی ہے، پسندیدہ شوق یا رغبت، کسی درست محرک سے پیدا ہونے والی خواہش، کسی تعلیم کا شعوری اور عقلی فیصلہ، یا کسی موضوع کے بارے میں شدید تجسس اور کھوج۔

Best learning happens when it is Need-based, interest-driven, problem oriented, curiosity driven,or rational thoughtful decision.

اسی لیے ہر اگلا topic participants کی ضروریات کو سمجھ کر ترتیب دیا اور design کیا جاتا ہے۔ course صرف syllabus کے ساتھ نہیں بلکہ حقیقی learning needs کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔

اسی flexibility کی وجہ سے مختلف ذہنی سطح، زبان، background اور تجربات رکھنے والے لوگ اپنی اپنی جگہ سے consciousness اور self-improvement کا سفر شروع کر سکتے ہیں۔

کن مسائل اور زندگی کے کن حصوں سے یہ courses جڑتے ہیں؟

یہ courses صرف abstract اخلاقی باتوں پر نہیں رکتے۔ ہر class کوشش کرتی ہے کہ learning حقیقی زندگی کے کسی مسئلے سے جڑی ہو۔

یہ مسائل تعلقات کی خرابی، بدگمانی، کج فہمی، غلط assumptions، بچوں پر چیخنے چلانے، بچوں کے ساتھ غیر شعوری زیادتی، زوجین کے درمیان غلط فہمیوں، گھر کے معاملات، office relationships،

professional conduct، دوسروں کے بارے میں جلد فیصلے، double standards، اپنی ذمہ داری سے بچنے اور اپنے حصے کے کردار کو نہ دیکھ پانے کی صورت میں سامنے آ سکتے ہیں۔

مقصد یہ نہیں کہ ہر مسئلے کے لیے facilitator ایک ready-made جواب دے۔ مقصد آہستہ آہستہ ایسی skills پیدا کرنا ہے جن کی مدد سے انسان نئے مسئلے کو بھی خود سمجھ سکے، اس میں اپنا حصہ دیکھ سکے اور بہتر طریقے سے handle کر سکے۔

اس سفر کے اخلاقی، انسانی اور ایمانی مقاصد

اس سفر میں perception اور گمان کی درستگی ایک اہم مقصد ہے۔ انسان آہستہ آہستہ یہ سیکھے کہ دنیا میں موجود مختلف انسانوں کو جاننا، ان کے اختلاف کو برداشت کرنا اور ہر شخص کے بارے میں جلد فیصلہ نہ دینا بھی character کا حصہ ہے۔

اسی کے ساتھ معاملات کی درستی، اہلِ خانہ اور شریکِ حیات کے ساتھ نرم اور گہرے تعلقات، اپنی یک طرفہ اچھائی کو دیکھنا، اپنے دوہرے رویّوں کو پہچاننا، اپنی صلاحیت کے مطابق محنت کرنا اور مشکل حالات میں اپنی ذمہ داری اور اختیار حتی الامکان اپنے ہاتھ میں رکھنا اس سفر کا حصہ ہیں۔

برے حالات کو صرف مصیبت سمجھنے کے بجائے تزکیہ، اصلاح اور سیکھنے کا موقع سمجھنا، مسائل سے بھاگنے کے بجائے حل تلاش کرنا، اور زندگی کے ہر دن کو اور ہر اگلی سیچوایشن کو اور آئیڈلی ہر لمحہ کوکچھ بہتر بنانے کی سعی اسی journey میں آتی ہے۔

صدق، سچائی، راست بازی، رواداری، مساوات، عدل، رحم اور حسنِ اخلاق محض topics نہیں بلکہ وہ values ہیں جنہیں زندگی میں جگہ دینے کی کوشش مطلوب ہے۔

ایمان: صرف جاننے سے آگے

اس approach کی بنیاد آفاقی، فطری، فکری اور عقلی اصولوں پر ہے، اور ان پر عمل کے لیے ایمانی محرکات کو بھی شعوری طور پر سامنے لایا جاتا ہے۔

سوال صرف یہ نہیں کہ ایمان کیا کہتا ہے۔ سوال یہ بھی ہے: اگر میں واقعی اس بات پر ایمان رکھتا ہوں تو میری زندگی میں اس کا اثر کہاں ہے؟

گہری گفتگو، تدبر، تفکر، reflection اور عملی مشقوں کے ذریعے consciousness اور -self awareness کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے، تاکہ ایمان آہستہ آہستہ زندگی کے فیصلوں، تعلقات اور کردار کا ناگزیر حصہ بننے لگے۔

کلاس کا ماحول بھی curriculum کا حصہ ہے

ان courses میں content اہم ہے، لیکن صرف content ہی course نہیں۔

کوشش یہ ہوتی ہے کہ جن values کی بات کی جا رہی ہے، ان کی ایک practical modelling کلاس کے ماحول میں بھی موجود ہو: ہر فرد کا وقار، مختلف ذہنی سطحوں کا احترام، مختلف زبان اور background کے لوگوں کے لیے جگہ، سوال پوچھنے کی آزادی، اختلاف کی گنجائش، جلدی judgement نہ کرنا، اپنی غلطی کو دیکھنے کی گنجائش اور دوسرے انسان کو اس کی ایک بات یا ایک غلطی تک محدود نہ کر دینا۔

یہ environment slides میں مکمل طور پر دکھائی نہیں دے سکتا۔ اسے زیادہ تر محسوس کیا جاتا ہے۔ بعض ویلوز شرکاء شاید کئی سال بعد واضح الفاظ میں بیان کر پائے، حالانکہ وہ ایسے ماحول کی صورت میں پہلے ہی سے اس کے ساتھ رہ رہی ہوتی ہیں۔

Facilitator کے لیے بھی یہ آسان process نہیں

ایسی class کو facilitate کرنا روایتی lecture سے مختلف اور زیادہ demanding process ہے۔

ایک ہی وقت میں مختلف ذہنی سطحوں، زبانوں، backgrounds اور learning styles کو جگہ دینا؛ participant کے سوال کو سننا؛ گفتگو کو بامعنی رکھنا؛ class کی overall direction برقرار رکھنا؛ اور ساتھ ہی ایسا ماحول قائم رکھنا جس میں critical thinking، openness، patience، dignity اور reflection موجود رہیں—یہ سب ایک ساتھ کرنا پڑتا ہے۔

اسی لیے کبھی class کی ظاہری رفتار اس کے اندر ہونے والے کام کی گہرائی کو ظاہر نہیں کرتی۔ facilitator کے لیے بھی مسلسل self-reflection ضروری ہے، کیونکہ جس environment کی modelling participant کے لیے مطلوب ہے، اسے facilitator کو خود بھی اپنے conduct میں قائم رکھنا لازم ہے۔البتہ انسان ہونے کے ناطے ان سے بھی غلطیاں ہو رہی ہوتیں ہیں۔

یہ سفر آسان بھی ہو سکتا ہے اور مشکل بھی

ایک وقت آتا ہے جب انسان کو اپنی نئی سمجھ کے باعث کچھ پرانی چیزیں آسان لگنے لگتی ہیں۔ وہ پہلے کی طرح ہر بات پر فوراً فیصلہ نہیں کرتا، کچھ زیادہ سنتا ہے، سوال کرتا ہے، اپنے حصے کی ذمہ داری دیکھتا ہے اور اپنے reactions کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

لیکن یہی نئی sensitivity کبھی زندگی کو مشکل بھی بناتی ہے، کیونکہ اب وہ بہت سی چیزیں پہلے کی طرح اگنور نہیں کر پاتا۔ اور پرانے رویے بھی قائم نہیں رکھ پاتا۔توآس باعث ابتدائی سالوں میں ذہنی کشمکش یا تناو ذیادہ بھی ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس سفر میں صرف knowledge نہیں بلکہ humility، patience، endurance اور مسلسل practice بھی درکار ہوتی ہے۔ کبھی انسان کو رک کر دوبارہ اپنے پرانے اور نئے طریقے کو compare کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے ہماری طرف سے اسے بار بار لعنگ جرنل ریکیمینڈ کیا جاتا ہے ہعنی کبھی اسے اپنے journal، پرانے نوٹس یا کسی پرانی گفتگو کی طرف واپس دیکھنا پڑتا ہے تاکہ وہ اس تبدیلی کو دیکھ سکے جو روزمرہ کی تیز رفتار زندگی میں اسے خود دکھائی نہیں دیتی۔

شرکاء کے لیے چند باتیں پہلے سے جان لینا مفید ہے

اگر آپ اس نوعیت کے course میں شامل ہونے کا سوچ رہے ہیں تو یہ توقع نہ رکھیں کہ ہر کلاس کے بعد آپ کو فوراً کوئی بڑا اور نیا concept ملے گا۔

ممکن ہے کسی دن آپ بہت زیادہ سوچیں اور کم لکھیں۔ کسی دن آپ کو ایک معمولی سوال بہت دیر تک اپنے ساتھ رکھنا پڑے۔ کسی دن آپ کو لگے کہ کلاس بہت سست تھی۔ کسی دن آپ کو یہ احساس ہو کہ آپ پہلے ہی یہ سب جانتے تھے۔

اور ممکن ہے کچھ عرصے بعد آپ کو محسوس ہو کہ آپ اب وہی بات پہلے کی طرح نہیں دیکھتے۔

یہی اس process کی ایک اہم علامت ہو سکتی ہے۔

اپنی learning کا record رکھنا، journaling کو سنجیدگی سے لینا، attendance کو priority دینا، گفتگو میں حقیقی participation کرنا اور اپنے تجربے کو honest انداز میں observe کرنا اس سفر کو زیادہ قابلِ فہم بنا سکتا ہے۔

علم سے کردار تک: اس سفر کا خلاصہ

یہ courses معلومات کی ایک اور تہہ شامل کرنے کے لیے نہیں ہیں۔

ان کی بنیادی کوشش اس فاصلے پر (علم وعمل کی ڈائی کاٹمی)پرکام کرنا ہے جوپہلےعلم اور فہم کے درمیان، فہم اور شعور کے درمیان، شعور اور عمل کے درمیان، اور عمل اور کردار کے درمیان پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی لیے یہاں ایک سادہ سوال، ایک گفتگو، ایک مشاہدہ یا ایک exercise کبھی کبھی ایک پوری theory سے زیادہ اہم ہو سکتی ہے۔ اور کبھی theory ضروری ہو جاتی ہے تاکہ انسان اپنے تجربے کو سمجھنے کے لیے ایک درست lens حاصل کر سکے۔

اصل مقصد دونوں کو جوڑنا ہے:

علم کو تجربے سے، تجربے کو شعور سے، شعور کو عمل سے، اور عمل کو کردار سے۔

یہی اس سفر کی بنیاد ہے۔

ان courses کے علمی اور فکری پس منظر

یہ approach کسی ایک کتاب یا ایک نظریے سے نہیں نکلتی۔ اس کے مختلف حصے مختلف علمی میدانوں سے مدد لیتے ہیں، جنہیں ضرورت اور context کے مطابق جوڑا جاتا ہے۔

اہم بنیادوں میں Constructivist Approach، Developmental Psychology، Human Development، Moral Psychology، Educational Psychology، Transformative Learning، Critical Thinking، Metacognition، Reflective Practice، Experiential Learning، Relational Learning اور انسانی cognition سے متعلق مطالعات شامل ہیں۔

ان کے ساتھ relevant books، research، case discussions، reflective writing، guided conversations اور عملی exercises اور ذاتی تجربات استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

مقصد theories کے نام یاد کروانا نہیں بلکہ ایسے علمی frameworks فراہم کرنا ہے جو participant کو اپنے تجربے، اپنے ذہن اور اپنے کردار کو زیادہ درست طور پر سمجھنے میں مدد دیں۔

آخر میں ایک ضروری بات

یہ سفر ہر شخص کے لیے ایک جیسا نہیں ہوگا۔ کسی کے لیے parenting دروازہ بنے گی، کسی کے لیے relationships، کسی کے لیے ،اپنی ذات کو سمجھنےیا سیلف ورتھ جاننے، کسی کے لئے self-awareness پانے، اور کسی کے لیے کسی کے لئے اطمینان قلب پانے کی تمنا اجاگر کرنے،اپنے حقیقی پوٹیینشلز اور

کانٹریبیوشن کے میدان کو کھوجنے تو کسی کے لیے ایمان کی حلاوت پانے یا ایمان اور عمل کے درمیان فاصلہ مٹانے کا سبب بنے گی ۔

لیکن جہاں سے بھی سفر شروع ہو، اصل کام انسان کا اپنے اندر دیکھنا، سیکھنا، سننا، سمجھنا، دوبارہ سوچنا اور پھر کچھ مختلف کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

اس process میں جلدی سے زیادہ دیانت، بہت زیادہ information سے زیادہ درست observation، اور بڑے دعووں سے زیادہ مسلسل عمل کی ضرورت ہے۔

اللہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے، علم کو عمل، عمل کو کردار اور کردار کو خیر کا ذریعہ بنائے۔ اور اللہ میرے تمام اساتذہ جنھوں نے مجھے علم کی دنیا میں سچا طالب بنے کی راہ دکھائی اور سر معز جنھوں نے تعمیر کردار و اخلاق کے میدان میں محنت کرنے اور سیکھنے کی نفسیات سے متعلق ان تمام علوم کا دروازہ مجھ پر کھولا اور ایسے تمام سچے طلبا کی ایسی کاوشوں اور اس محنت کو کرنے والوں کو اللہ اپنے حضور قبول کرے۔

تقبّل اللہ۔